خشک سالی کی اجرت

تحقیق و تحریر: دانیال ندیم

پیشکش: سوک فریمز

تعاون: منارہ پالیسی اینڈ پریکٹس

صبح سورج نکلنے سے پہلے آمنہ کھیت کے کنارے پہنچ گئی تھی، مگر وہاں کام شروع ہونے کی کوئی علامت نہ تھی۔

عام دنوں میں اس وقت تک مزدور قطار بنا کر کھڑے ہوتے، بیلوں کی گھنٹیاں بج رہی ہوتیں اور منشی نام پکار رہا ہوتا۔ آج زمین پر خاموشی پھیلی تھی۔ مکئی کے پودے گھٹنوں سے اوپر نہ اٹھ سکے تھے۔ ان کے پتے سوکھ کر مڑ گئے تھے، جیسے کسی نے سبز کپڑے کو آگ کے قریب رکھ دیا ہو۔

آمنہ نے دور سے منشی کو آتے دیکھا تو اپنی کدال مضبوطی سے پکڑ لی۔

"آج کس کھیت میں جانا ہے؟" اس نے پوچھا۔

منشی نے نظریں چرائیں۔ "آج کہیں نہیں۔"

"اور کل؟"

"جب کام ہوگا، بلا لیں گے۔"

آمنہ نے چند قدم اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا، "پچھلے ہفتے بھی یہی کہا تھا۔ گھر میں آٹا ختم ہے۔"

منشی رک گیا۔ "میں کیا کروں؟ فصل ہی نہیں ہوئی۔ مالک اپنے گھر سے مزدوری دے گا؟"

یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا۔ آمنہ وہیں کھڑی رہی۔ اسے یوں لگا جیسے منشی نے صرف آج کی مزدوری نہیں، آنے والے کئی دن اس کے ہاتھ سے لے لیے ہوں۔

تین برس پہلے اس کے شوہر یوسف کی بیماری سے موت ہو گئی تھی۔ ان کے پاس اپنی زمین نہ تھی۔ آمنہ دوسروں کے کھیتوں میں گوڈی، کٹائی اور بیج چننے کا کام کرتی تھی۔ اس کا چودہ سالہ بیٹا سامی اسکول جاتا اور شام کو بازار میں بوری اٹھانے میں مدد دے دیتا۔ آمنہ کی خواہش تھی کہ وہ پڑھ لکھ کر کھیتوں کی مزدوری سے نکل جائے۔

اس سال بارشیں پہلے دیر سے آئیں، پھر جیسے راستہ بھول گئیں۔ گاؤں کے تالاب میں کیچڑ رہ گیا تھا۔ کنویں کی سطح نیچے چلی گئی اور مویشیوں کے لیے گھاس کم پڑنے لگی۔ جن لوگوں کی اپنی زمین تھی، وہ بھی پریشان تھے، مگر آمنہ جیسے بے زمین مزدوروں کے لیے پریشانی پہلے ہی ہفتے بھوک بن گئی۔

گھر پہنچی تو سامی اسکول کی وردی میں بیٹھا تھا۔

"آج کام نہیں ملا؟" اس نے ماں کے خالی ہاتھ دیکھ کر پوچھا۔

آمنہ نے چادر اتارتے ہوئے کہا، "مالک نے دو دن بعد بلایا ہے۔"

یہ جھوٹ اس نے اتنی آسانی سے کہا کہ خود گھبرا گئی۔

سامی نے بستہ اٹھایا، پھر دروازے پر رک گیا۔ "بازار والے حامد چچا کہہ رہے تھے کہ گودام میں ایک لڑکے کی ضرورت ہے۔ پورا دن بوریاں لگانی ہوں گی۔"

"تمہیں اسکول جانا ہے۔"

"اسکول سے روٹی نہیں آتی، اماں۔"

آمنہ کے ہاتھ رک گئے۔ "روٹی آج نہیں آتی، مگر شاید کل آ جائے۔ اگر تم نے کتاب چھوڑ دی تو کل بھی یہی بوری اٹھاؤ گے۔"

سامی نے سر جھکا لیا، مگر اس دن وہ اسکول نہیں گیا۔

آمنہ اسے گودام تک لے گئی۔ حامد نے لڑکے کے بازو دیکھے اور کہا، "کمزور ہے، مگر سیکھ جائے گا۔ مزدوری آدھی دوں گا۔"

آمنہ نے احتجاج کرنا چاہا، مگر سامی نے فورا ہاں کر دی۔

پہلے ہفتے گھر میں آٹا آ گیا۔ دوسرے ہفتے سامی کے ہاتھوں پر چھالے پڑ گئے۔ تیسرے ہفتے اس نے کتابیں چارپائی کے نیچے رکھ دیں۔

ایک شام آمنہ نے دیکھا کہ وہ چراغ کے پاس بیٹھا حساب کی پرانی کاپی دیکھ رہا ہے۔

"پڑھ رہے ہو؟"

"نہیں۔"

"پھر کاپی کیوں کھولی ہے؟"

سامی نے ایک صفحہ اس کی طرف کر دیا۔ اس پر اس نے گھر کا خرچ لکھا تھا، آٹا، تیل، دوا، پانی لانے والے گدھے کا کرایہ۔ نیچے دونوں کی آمدن لکھی تھی۔ آمنہ کی طرف خالی جگہ تھی۔

"اگر بارش نہ ہوئی تو ہم قرض میں چلے جائیں گے،" سامی نے کہا۔

آمنہ نے پہلی بار محسوس کیا کہ اس کا بیٹا اپنی عمر سے بڑا ہو گیا ہے، اور یہ بڑائی کسی خوشی سے نہیں آئی۔

اگلے دن گاؤں کی عورتیں خشک کنویں کے پاس جمع تھیں۔ پہلے وہ صرف پانی بھرنے آتی تھیں، اب خبر لینے بھی آتی تھیں۔ کسی کے شوہر کو کام نہ ملا تھا، کسی نے بکری بیچ دی تھی، کسی کی بیٹی اسکول چھوڑ کر شہر میں رشتے داروں کے گھر کام کرنے چلی گئی تھی۔

بوڑھی فاطمہ نے کہا، "خشک سالی پہلے کھیت کھاتی ہے، پھر مزدوری، پھر بچوں کی پڑھائی۔"

آمنہ نے سامی کی بند کتابیں یاد کیں۔

اسی دوران ضلع سے ایک چھوٹی تنظیم کے لوگ گاؤں آئے۔ انہوں نے کوئی بڑا وعدہ نہیں کیا۔ کہا کہ تالاب کو گہرا کیا جا سکتا ہے، بارش کا پانی روکنے کے لیے مٹی کے بند بن سکتے ہیں اور چند لوگوں کو شہد کی مکھیوں، مرغیوں اور مرمت کے کام کی تربیت دی جا سکتی ہے۔ شرط یہ تھی کہ گاؤں والے خود مزدوری اور نگرانی میں حصہ لیں۔

کچھ زمینداروں نے اعتراض کیا۔ "جب بارش ہی نہیں تو تالاب کس کام کا؟"

آمنہ نے پہلی بار مردوں کے اجلاس میں بولنے کی ہمت کی۔

"پانی آئے یا نہ آئے، ہمیں صرف ایک فصل کے سہارے نہیں رہنا چاہیے۔ خشک سالی میں سب سے پہلے ہم مزدور نکالے جاتے ہیں۔"

لوگ اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"اور جب کام نہیں رہتا،" اس نے کہا، "تو ہمارے بچے کتاب چھوڑ دیتے ہیں۔"

منشی بھی وہاں بیٹھا تھا۔ اس نے نظریں جھکا لیں۔

تالاب کی صفائی شروع ہوئی تو آمنہ کو کئی ہفتوں بعد مزدوری ملی۔ سامی بھی جانا چاہتا تھا، مگر آمنہ نے اسے اسکول بھیج دیا۔ شام کو وہ دونوں مل کر مرغیوں کے لیے چھوٹا سا باڑہ بناتے۔ آمدن ابھی کم تھی، مگر صرف کھیت کی کٹائی پر منحصر نہ رہی۔

چند مہینے بعد بارش ہوئی۔ بہت زیادہ نہیں، مگر اتنی کہ گہرا کیا ہوا تالاب آدھا بھر گیا۔ بچے کنارے پر جمع ہو گئے۔ سامی نے پانی میں اپنا عکس دیکھا اور مسکرایا۔

"اماں، اگر اگلے سال پھر بارش کم ہوئی تو؟"

آمنہ نے کہا، "تو مشکل پھر آئے گی۔ مگر اس بار ہمارے پاس صرف انتظار نہیں ہوگا۔"

اگلی صبح وہ سامی کو اسکول چھوڑنے گئی۔ راستے میں سوکھے کھیت اب بھی پھیلے تھے۔ خشک سالی ختم نہیں ہوئی تھی، نہ قرض پوری طرح اترا تھا۔ لیکن سامی کے کندھے پر پھر سے بستہ تھا۔

آمنہ نے سوچا، بعض اوقات مزدوری صرف ہاتھوں کی محنت کا نام نہیں ہوتی۔

کبھی سب سے بڑی اجرت یہ ہوتی ہے کہ آدمی اپنے بچے کا آنے والا کل، آج کی بھوک کے ہاتھ نہ بیچے۔

ماخذی نوٹ

یہ کہانی World Bank کی رپورٹ "Continental Drying: A Threat to Our Common Future" میں بیان کردہ شواہد، مشاہدات اور بنیادی نکات سے اخذ کی گئی ہے۔ اس کا مقصد رپورٹ میں پیش کیے گئے مسائل کو عام قارئین کے لیے ایک بیانیہ انداز میں پیش کرنا ہے۔

کہانی رپورٹ کے اس نتیجے سے متاثر ہے کہ خشک سالی زرعی روزگار میں کمی کا باعث بنتی ہے اور اس کے اثرات دیہی آبادی، خواتین، بے زمین کسانوں اور کم بنر رکھنے والے مزدوروں پر نسبتا زیادہ شدید ہوتے ہیں۔ رپورٹ یہ بھی واضح کرتی ہے کہ آمدن میں کمی کے باعث بعض گھرانے پچوں کو کام پر بھیجنے پر مجبور ہو جاتے ہیں، جس سے ان کی تعلیم اور مستقبل متاثر ہوتا ہے۔ اس کہانی کے تمام کردار، گاؤں اور واقعات مکمل طور پر فرضی ہیں۔